

حافظ محمد عرفان الحق، اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق کے پچھلے دورہ ایران کی سرگزشت (قسط نمبر ۱۰)

کانفرنس میں ہر مقالہ نگار کو مقالہ پیش کرنے کے لئے دس سے پندرہ منٹ کا وقت دیا گیا تاہم بعض حضرات تجاوز پر کاربند رہے۔ میں نے چونکہ پہلے سے مقالہ تحریر نہیں کیا تھا اس لئے دوران کانفرنس اپنے خیالات فارسی زبان میں مرتب کئے۔ جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: حمد و ثناء کے بعد میں سب سے پہلے اس کانفرنس کے منتظمین کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے ملت مسلمہ کے موجودہ نازک، گھمبیر اور پریشان کن حالات میں علماء، دانشور اور مفکرین حضرات کو مل بیٹھنے، سوچنے اور ایک دوسرے کے خیالات کو جاننے کا موقع فراہم کیا۔ موجودہ صورتحال میں اس قسم کی مجالس اور کانفرنسوں کے انعقاد کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ میں اپنے چند معروضات ٹوٹی پھوٹی فارسی میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے مادی احسانات اور موجودہ حالت زار: مسلمان قوم پر اللہ تعالیٰ کے جتنے احسانات اور انعامات ہیں اس کی کوئی حد و حساب نہیں۔ تسخیر کائنات کے علاوہ جو مادی احسانات اللہ تعالیٰ نے مسلمان قوم پر کئے ہیں ان میں سرفہرست مسلمانوں کی عددی قوت ہے۔ مسلمانوں کی تعداد اس وقت دنیا کی کل چھ ارب آبادی میں ایک ارب اڑتالیس کروڑ ہے۔ یہ تعداد اور مردم شماری بھی ہم نے نہیں بلکہ مغرب والوں نے کی ہے۔ ورنہ صحیح تعداد اس سے کئی زیادہ ہو سکتی ہے۔ قطعہ اراضی مسلمانوں کے پاس سب سے زیادہ اور اہمیت کا حامل ہے۔ مسلمان حکومتوں اور ریاستوں کی تعداد اس وقت ۵۷ ہے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا، سعودی عرب، افغانستان، عراق، مصر، شام، ایران، الجزائر، پاکستان اور افریقہ میں نہ معلوم کتنی ریاستیں ہیں جو مسلمان ہیں۔ مشرقی ایشیاء سے انڈس تک جائیں ہر طرف آزاد ریاستوں کا ایک جال نظر آئے گا۔ قدرتی وسائل اور دولت کی فراوانی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جتنی بخشی ہے اس میں مشرق وسطیٰ کی مثال سامنے رکھیے یہاں سیال سونا (پٹرول) اتنا بکثرت ہے کہ حقیقی سونا نکالنے کیلئے انکے پاس وقت نہیں۔ افسوس کہ یہ سب خزانے (معدنی) ہمارے ہیں، مگر اس سے حاصل ہونے والا زر مبادلہ مغرب کے بینکوں میں خنقل کیا جا رہا ہے۔ پٹرول کے علاوہ دیگر معدنیات سونا، چاندی، فولاد اور کوئلہ کے ذخائر مسلمانوں کے وسیع و عریض رقبے میں ودیعت کئے گئے ہیں۔ لیکن ان تمام وسائل اور مادی عروج کے باوجود مسلمان ہر طرف سے ظلم و ستم کا شکار

ہے اور امت مسلمہ مسائل اور سختیوں کی گرداب میں پھنسی ہوئی ہے۔

خیر القرون میں مادی وسائل کی قلت اور فتوحات: اس کے مقابل حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا دور اقدس جو خیر القرون کہلاتا ہے اس میں مادی وسائل کی شدید قلت تھی۔ باوجود اس کے وہ جس طرف کا رخ کرتے نصرت خداوندی ان کے قدم چومتی تھی۔ اللہ کی نصرت ان کی شامل حال تھی۔ اُس زمانے کے مسلمان دنیا کے چاروں اطراف پھیل گئے ان کے اندر ایک جذبہ تھا، کپڑے پٹھے پرانے، ظاہری اور مادی ساز و سامان نہ ہونے کے برابر۔ بدرود احد میں مسلمانوں کی حالت زار سامنے رکھو، اسی ایران کے ایک جرنیل رستم کے پاس مسلمانوں کا ایک وفد (دعوت اسلام دینے) آتا ہے تو رستم انہیں دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ تمہارے ملک میں قحط ہے تمہارا پھنسا پرانا لباس اور سر میں کنگھی تیل کا نہ ہونا، کسی کے پاؤں میں جوتے کا ہونا اور کسی کا ننگے پاؤں ہونا۔ یہ اسی کی دلیل ہے۔ پھر وہ ترس کھا کر کہنے لگا کہ ہم سے جتنا لیتا چاہو لو ہم دینے کو تیار ہیں۔ یہ سب اندازے وہ مسلمانوں کی ہیئت کذائی سے لگا رہا تھا۔ تفصیل کافی طویل ہے۔ مقصد ان کی مادی کمزوری بیان کرنا ہے۔ تاہم ان تمام تر سختیوں اور وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود وہ (صحابہ کرام) ہر طرف سے کامیاب ہو کر لوٹے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس حالت زار کو سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲۶ میں اس طرح بیان کیا ہے:

”تم بہت تھوڑے تھے تعداد میں ہر لحاظ سے کمزور سمجھے جاتے تھے تمہیں ڈر رہتا کہ لوگ ہمیں اچک لیں گے پس اللہ نے تمہیں شک کا نہ دیا۔ اور اپنی مدد سے تائید کردی اور پاکیزہ نعمتوں سے نوازا تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔“

جب تک مسلمان خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق چلتے رہے مسلمانوں کا عروج تھا دنیا کی سپر طاقتیں قیصر و کسریٰ ان کے سامنے زیر تھی۔ ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح و شام دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو عصری میدانوں میں مسلمانوں کا عروج: دین سے لوٹنے کی بدولت وہ عصری میدانوں میں بھی فوقیت پاتے رہے۔ دین کی برکت سے سائنسی علوم کی باگ ڈور بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک زمانے تک رہی۔ وہ بھی دور تھا جب مسلمانوں نے زمین کا محیط معلوم کیا۔ زمین کی گردش کے بارے میں اہل اسلام نے ہی تحقیق فرمائی۔ دنیا کا سب سے پہلا آپریشن مسلمانوں نے کیا۔ بانی پاس آپریشن کے موجد مسلمان ہیں۔ دوران خون (بلڈ پریشر) مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ سب سے پہلی رصد گاہ بغداد میں مسلمانوں نے ہی عباسی دور میں قائم کی۔ غرض اس میدان میں بھی مسلمانوں کے کارناموں کی ایک لمبی اور طویل فہرست ہے۔

ملت کا موجودہ زوال: ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا اپنے افکار کی دنیا میں سفر کرنے کا جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا زندگی کی شب تاریک بحر کرنے کا

آج ہم مادی وسائل اور ظاہری عروج کے باوجود غفلت و غیورانہ نظروں میں ہم حقیر ہیں۔

بارشوں کیلئے ہم روتے ہیں، گرانی اور معاشی تنگی ہم پر مسلط ہے۔ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ عالم کفر ہمارے خلاف ایک ہو کر ہمیں ختم کرنے پر ٹٹا ہوا ہے۔ الکفرہ ملت واحدة کی جو صورت آج سامنے ہے وہ شاید تاریخ میں ایسی کبھی نہ تھی یہ سب ہمارے شامت اعمال ہیں، قرآن اس واقعہ حال کو سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲۵ میں یوں بیان کرتا ہے: ”ڈرو ایسے فتنے سے جو صرف ظالموں کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا۔“

کافرو توں کا ہمارے وسائل پر عیش وعشرت: اگرچہ قیامت تک اسلام کے تحفظ کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے، وہ اس مقصد کیلئے مختلف قوموں کو اٹھا تا رہے گا، لیکن موجودہ مسلم امت نے اس اعتبار سے اپنی اہلیت، صلاحیت اور اعتماد کو محروح کر دیا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ ہمہ جہتی زوال کا شکار ہیں اور طاغوت کی قوتیں انہیں روندتی چلی جا رہی ہیں، اور انکے وسائل اور خون پسین کی محنت سے کافرو میں اپنے عیش وعشرت کے محل تعمیر کر رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے مسلم امت کے مسائل سے دلچسپی نہیں وہ ہم میں سے نہیں“ یہ بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جب تم دعوت الی الخیر کا کام چھوڑ دو گے تو عذاب کا شکار ہو گے اور کوئی دعا تمہیں اس عذاب سے نجات نہیں دلا سکے گی“

تشتت و افتراق اور پریشانی مسلم کا سبب: مسلمانوں کا آپس میں تشتت و افتراق ایک دوسرے کی ٹانگیں کاٹنا عذاب ہے اور ساری قوم اسی کی لپیٹ میں ہے۔ امت کا باہمی اختلاف ایک دوسرے کی توہین و تذلیل عذاب نہیں تو اور کیا ہے۔ ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچے اپنا حاسبہ کرے اور ملت کی مجموعی حیثیت کا جائزہ لے۔ پوری دنیا میں مسلمان پریشان کیوں ہے؟ ایشیا میں دیکھیں، افریقہ میں دیکھیں، یورپ میں دیکھیں، امریکہ میں دیکھیں، کوئی قوم پریشان ہے تو اس کا نام مسلمان ہے: چھینیا ہوا فلسطین و لبنان و افغانستان و عراق و کشمیر ہر طرف مسلمان پھا جا رہا ہے۔ یہ سب ہماری بد اعمالیاں، قرآن سے دوری اور خدا اور اس کے رسول کے احکام سے عدول کی سزا ہے۔

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلمان ہو کر ہم ذلیل ہوئے تارک قرآن ہو کر

قرآن کی طرف رجوع اور اتحاد و احتساب وقت کی اہم ضرورت:

عالم اسلام کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں ایک بڑا اہم مسئلہ لیڈر شپ کا فقدان ہے۔ اس کے علاوہ جدید علوم کے حصول میں ہم پسماندگی کا شکار ہوئے۔ علوم میں سب سے پہلے اہم ہما غد ”قرآن کریم“ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ جس میں دنیا کے ہر شعبے کے متعلق اصول و قواعد کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جن کو اپنا کر ہم کامیابی پا سکتے ہیں۔

گرتوے خواہی مسلمان زمین نیست ممکن جز بہ قرآن زمین

قرآن کا ۱/۹ حصہ سائنسی علوم پر مشتمل ہے۔ امت کو راہ راست پر لانے کا ایک بہترین طریقہ احتساب اور محاسبہ بھی ہے۔ جس کے ذریعہ ہم اساتذہ و علماء کو مل کر سکتے ہیں۔ اتحاد و اتفاق

وہ سیر می ہے جس پر چڑھ کر اپنا کھویا ہوا مقام مسلمان دوبارہ پا سکتے ہیں۔ عالم کفر اس وقت یورپی یونین اور نہ معلوم اس جیسے کتنے پلیٹ فارموں پر مل بیٹھ کر ایک ہو چکا ہے۔ ہمیں دین کی سر بلندی اور کامیاب دنیاوی زندگی گزارنے کیلئے ایک ہونا پڑے گا۔ افسوس کہ اغیار نے ہمیں سرحدوں کے نام پر تقسیم کر دیا ہے۔ قرآن مسلمان کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کی دعوت دیتا ہے۔

نہ افغانیم نے ترک و تاتاریم چمن زادیم وازیک شاخاریم

تمیز رنگ و بونہرا حرام است کہ ماہر درودہ یک نوبہاریم

میں اپنے خیالات کا اختتام ان اشعار پر کروں گا۔

ابھی جہاں کوتار کیوں نے گھیرا ہے جدھر اٹھاؤ نظر ہر طرف اندھیرا ہے

شب سیاہ سے اہل سفر نہ گھبرا ئیں شب تاریک کی آغوش میں اندھیرا ہے

دیگر مقررین: احقر کے بعد دکتور علاؤ الدین زعمری استاد الفقہ والاقتصاد الاسلامی جامعہ سوریا لبنان نے عربی میں خطاب کیا۔ ان کے بعد جماعت اسلامی ہند کے سربراہ جناب عبدالحق محمد الانصاری نے اپنا مقالہ انگریزی زبان میں پیش کیا۔ صلاح الدین المستادی تیونس، افغانستان کے ہاشم الصالحی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس نشست کا اختتام ڈیڑھ بجے دوپہر ہوا۔ ذرائع ابلاغ کی کئی ٹیمیں مولانا مسیح الحق مدظلہ کے پاس آئیں اور انٹرویوز کرنے چاہیں لیکن مولانا نے معذرت کرتے ہوئے بتایا کہ ہم اپنے ملک میں اس سے کافی تھک چکے ہیں۔ یہاں ہمیں آرام کا موقع دیں۔ پھر ہمیں واپس ہوٹل روانہ کیا گیا۔ سڑک پر شدید رش کی وجہ سے چند کلومیٹر کا فاصلہ پون گھنٹے میں طے ہوا۔ دوپہر کے کھانے اور نماز سے فراغت پر ساتھیوں کے باہمی مشورہ سے طے ہوا کہ آج شام سیر و تفریح کیلئے ٹکس گے۔ استراحت اور نماز مغرب کے بعد ہمارے ایرانی قاندرضا خوشامدی نے بتایا کہ آپ نیچے آئیں تاکہ روانہ ہو سکیں۔

دربند کی سیر: یہاں سے ہم گاڑیوں میں چران ایکسپریس ہائی وے کی طرف نکلے۔ اس ہائی وے پر آگے ایک جگہ کافی رش دیکھنے میں آیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہاں پر ہر سال انہی دنوں کتابوں کی نمائش ہوتی ہے۔ جسے دیکھنے اور خریدنے کے لئے پوری دنیا سے لوگ ایران آتے ہیں۔ تھوڑا آگے جا کر ہم شاہراہ پہلودی کی طرف بڑھے۔ اس سڑک پر تھوڑا چل کر ہم دربند روڈ کی طرف مڑے۔ دربند کا علاقہ سرسبز و شاداب پہاڑوں کے بیچ ایک درہ تھا۔ پہاڑوں سے آبشاروں کا پانی اس درہ میں گر کر ایک ندی کی شکل اختیار کرتا ہے یہاں بھی لوگوں کا جھوم تھا۔ تہران کے لوگ شام کے وقت یہاں سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں۔ موسم خوشگوار اور خشک تھا۔ ہم باغ ایرانی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے کے لئے گئے۔ اس عمدہ مقام پر © rasailojaraid.com دوران مولانا فضل الرحمن

نے مفتی محمودؒ کے اشعار بھی سنائے۔ مولانا سید الحق مدظلہ نے بھی روسی فتنے سوشلزم سے متعلق مفتی محمودؒ کی ایک نظم جو ”الحق“ میں شائع ہوئی تھی سنائی۔

ایرانی سپریم لیڈر آیت اللہ خامنائی سے ملاقات: آج ۷ مئی ۲۰۰۴ء کو پروگرام کے مطابق شرکاء کانفرنس کی ملاقات ایرانی سربراہ آیت اللہ خامنائی سے طے تھی۔ ناشتہ دو دیگر ضروریات سے فراغت پر صبح ساڑھے نو بجے ہمیں گاڑیوں میں بٹھا کر ایرانی سپریم لیڈر کے محل کی طرف روانہ کیا گیا۔ چھ مندوبین کو جن میں مولانا سید الحق مدظلہ اور مولانا فضل الرحمن بھی شامل تھے، کو خامنائی سے خصوصی ملاقات کے لئے آدھ گھنٹہ پہلے ہی روانہ کیا گیا تھا۔ مختلف بڑی بڑی شاہراہوں اور بازاروں کا بیچ دتاؤ کا تفتی ہوئی ہماری گاڑیاں ایک گنجان علاقے میں داخل ہوئی۔ شاہراہوں پر راستے میں دو طرفہ اکثر مقامات پر روح پرور سیرگاہیں نظروں سے گزریں۔ ایک سیرگاہ کا نام گلستان گفتی تھا۔ سیکورٹی اور پولیس اہل کاروں نے اکثر مقامات پر ہمارے قافلے کیلئے بعض بند اشارے بھی کھولے۔

گاڑی میں میرے ہمراہ مولانا عبد المجید سیٹ پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اسی علاقے میں پارلیمنٹ عدلیہ اور ایرانی سپریم لیڈر کا قصر ہے۔ قصر کے مین گیٹ سے ہم پچا دھ ہوئے۔ آگے مزید دو بڑے دروازوں سے ہمارا گزر ہوا، آگے جوتے اتارنے کا حکم بھی آیا۔ شاید سیکورٹی کی بنیاد پر یہ اقدام کیا گیا ہو۔ یا ممکن ہو وہ اپنے خیال میں غیر اختیاری تعظیم دلانے کیلئے ایسا کرتے ہوں۔ بہر حال ہمیں چاروں چار عمل کرنا ہی پڑا۔ تفتیشی مراحل سے گزرنے پر ان مہمانوں کو ایک بڑے ہال میں لے جایا گیا، اس کے فرنٹ پر ایک سٹیج اور عقب میں گیلری تھی۔ جہاں سفید کپڑے پر انک لعلی خلق عظیم کی آیت کریمہ اس کے دائیں طرف کلمہ طیبہ اور بائیں طرف محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس ہال کی عقبی دیوار پر شیعہ عقائد کے مطابق قال اللہ تعالیٰ ولایۃ علی ابن ابی طالب حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابہ بھی تحریر نظر سے گزری۔ حکومتی ذرائع ابلاغ کے نمائندے یہاں پہلے سے موجود تھے۔ احقر کو سٹیج کے سامنے پہلی قطار میں بائیں طرف جگہ ملی۔ سٹیج کے دائیں طرف خصوصی ملاقات کیلئے آنے والے علماء کرام بھی تشریف فرما تھے۔ میں کاغذ قلم گاڑی میں چھوڑ آیا تھا اس لئے یہاں ایک ساتھی سے کاغذ قلم حاصل کیا۔ میرے پیچھے بیٹھے مہمان مصطفیٰ باجہ الجزائی بھی ہال کی کیفیات کھنے میں مصروف تھے۔ اس دوران کانفرنس کے منتظم شیخ محمد علی تغیری ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں کہ آپ کو زمین پر بٹھایا۔ لیکن آپ کے ہمراہ ایرانی وزراء اور اعلیٰ حکومتی عہدیدار بھی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بعض ایرانی ایران کی سلامتی کیلئے یوں نعرے بھی لگا رہے تھے کہ سلامتی ایران کیلئے درود صلوٰۃ پڑھو۔ سلامتی امام آیت اللہ خامنائی کیلئے درود صلوٰۃ پڑھو۔ جس کے جواب میں حاضرین ایک خاص ترنم سے اللہ تعالیٰ کے نام پڑھ رہے تھے۔

خامنائی کے ہاں نئس آمد سے قبل میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ساتھی سے اس کا تعارف اور وطن کے حالات پوچھے وہ عبدالصمد نامی صومالیہ کارہنے والا تھا۔ میرے اس سوال پر کہ صومالیہ کے عوام کا ذرائع آمدن کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ زراعت، پھلیوں کا شکار اور حیوانات کو پالنا۔ اس نے بتایا کہ وہاں لوگ مسلک شافعی ہیں اور سونی صد آبادی مسلمانوں کی ہے۔ میں نے مہنگائی کی کیفیت پوچھی تو اس نے کہا کہ وہاں نصف درہم میں کھانا مل جاتا ہے۔ میں نے درہم کی مالیت ڈالر میں پوچھی تو اس نے کہا کہ سید المرکاش بنتا ہے۔ اسٹیج کے عقبی دروازے سے خامنائی 10:32 پر وارد ہوئے۔ حاضرین استقبال کیلئے کھڑے ہوئے اور نعرے لگنے شروع ہوئے۔ یا ایہا المسلمون اتحدوا۔ مرگ بر امریکہ۔ ہمارا رہنما آیہ اللہ خامنائی آیہ اللہ خامنائی۔ نہ امریکہ نہ اسرائیل کسی ایک کو بھی نہیں مانتے۔

خامنائی نے اس موقع پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے سب کا شکریہ ادا کیا اسکے بعد وہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ اس کی دائیں طرف ہاشمی رفیجانی اور سربراہ ایران خاتمی جبکہ بائیں طرف آیہ اللہ سہروردی، چیف جسٹس اور پارلیمنٹ کے اسپیکر بیٹھے۔ مجلس کا آغاز ایک انتہائی خوش الحان قاری صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ اسکے بعد ایرانی صدر خاتمی نے مختصر خطاب کیا۔ 10:45 بجے خامنائی کا خطاب شروع ہوا۔

خامنائی کا خطاب: انہوں نے اپنے خطاب میں ولادت رسول ﷺ اور ولادت امام جعفر صادق کی مناسبت سے لوگوں کو مبارکباد دی اور کہا کہ یہ دن حقیقتاً مسلمانوں کے لئے بہت بڑا عید کا دن ہے۔ اس نے بیرون ملک سے آئے ہوئے مہمانوں کو خوش آمدید کرتے ہوئے ان کے آنے کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ معطم تھے اور ان کی یہ تعلیم ہر اعتبار سے تھی۔ وہ معطم عدالت بھی تھے، وہ معطم انسانیت بھی تھے، وہ معطم معرفت بھی تھے، وہ معطم اخوت بھی تھے آج کا دن اتحاد بین المسلمین کا دن ہے۔ ملت مسلمہ کو بڑے مصائب اور مشکلات کا سامنا ہے۔ اکثر مصائب مسلمانوں کے داخلی ہیں۔ یہ سب ہماری سستی، ہمارے گناہوں اور مغربی زندگی سے محبت کا نتیجہ ہے۔ ہم نے اسلامی زندگی ترک کر دی۔ اس پر ہمیں توبہ کرنی چاہیے بعض مشکلات و مصائب خارجی باطل قوتوں کی طرف سے پیدا کردہ ہیں۔ دنیا کا نظام کچھ یوں بنا ہے کہ اس میں قوت و قدرت ہی سب کچھ قرار دیا گیا ہے۔ فلسطین کے احوال عراق کی حالت، زار کسی سے مخفی نہیں۔ ہم اسلحہ اور قوت پر اعتماد کر بیٹھے ہیں۔ صیہونی غاصب حکومتیں دہشت گردی کے نام سے ہمیں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن اتحاد نہیں۔ ہمیں اس سلسلے میں خصوصی توجہ کرنی ہوگی۔ اس جنگ میں امریکہ کسی ایک یا دو ملکوں پر اتکنا نہیں کریگا بلکہ اسکے عزائم بڑے خطرناک ہیں۔ شریعت اور اسلام نے ہمیں جن چیزوں کا حکم دیا ہے اس پر ہمیں عمل اختیار کرنا ہوگا۔ ہم ظاہری طور پر بھائی بندی کی باتیں کرتے ہیں لیکن در پردہ دوسرے بھائی کے خلاف خنجر چمپائے ہوئے ہوتے ہیں۔ امت کی حیات اور رفعت کیلئے اتحاد بین المسلمین کی ضرورت ہے۔ ہمیں معمولی معمولی چیزوں پر غور کرنا چاہئے۔ اس وقت عالم

اسلام مغرب سے (ترقی کی دوڑ میں) سو سال پیچھے ہے۔ اس واقعے کے ہم سب مؤلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرما دے۔ آمین۔

سنی مسجد نہ ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ کیلئے پریشانی: پروگرام کے اختتام پر ہمیں نماز جمعہ پڑھنے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ انتہائی افسوس سے لکھتا پڑ رہا ہے کہ تہران جیسے اہم اور بڑے شہر میں کہیں بھی اہل سنت کی ایک مسجد تک نہیں۔ حکومتی سخت پالیسیوں کی وجہ سے ایک مدت سے اہل سنت کا یہ مطالبہ اور تنہا پوری نہیں ہو رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وحدت و اتحاد کی بات تہران سے ہی شروع کی جائے اور اہل سنت کو یہاں مساجد بنانے کی اجازت دی جائے۔ اس وقت اہل سنت باجماعت نمازوں اور جمعہ وعیدین کیلئے اسلامی سفارتخانوں کا رخ کرتے ہیں۔ جہاں کسی ہال وغیرہ میں یہ فرائض انجام دیئے جاتے ہیں۔ مسجد کی عدم دستیابی پر ہمیں نماز جمعہ نہ مل سکا اور ہم نے مجبوراً ہوٹل میں جا کر نماز ظہر ادا کی۔ اس کانفرنس کی آخری نشست بعد از عصر پانچ بجے مقرر تھی۔ پانچ بجے ہم اس میں شرکت کیلئے ہوٹل سے روانہ ہوئے۔ ٹریفک کے اژدحام کے پیش نظر بائی پاس راستے سے ہمیں منتظمین لے کر گئے۔ ساڑھے پانچ بجے جب ہم پہنچے تو تقریب کا آغاز ہو چکا تھا۔ دوران تقریب ہمارے ایرانی لیڈر خوشامدی میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ تھوڑی سی زحمت فرما کر باہر آئیے اس نے کہا کہ ایران ٹی وی کا اردو چینل آپ سے انٹرویو لینا چاہتا ہے۔ ہال کے باہر سبزہ زار میں احقر نے انٹرویو دیا۔ ان کے سوالات کچھ یوں تھے۔ عالم اسلام کی موجودہ صورتحال اور اتحاد کی ضرورت؟ علماء کا اس سلسلے میں کردار؟ آیا اتحاد کیلئے یہ کوششیں سودمند اور بہتر ثابت ہوگی؟ انکے بعد ایران کے ایک انگریزی چینل نے بھی انٹرویو لیا۔ ان سے بھی اسی سلسلے میں کچھ باتیں ہوئیں۔ احقر پھر دوبارہ اپنی نشست کی طرف آیا۔ ایک عرب میرے قریبی نشست پر آ کر بیٹھا اور پوچھا کہ آپ پشاور سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر دھیمے لہجے میں کہا کہ آپ کا پورا تعارف کیا ہے؟ تعارف کرنے کے بعد اس نے سوال کیا کہ آپ افغانستان میں طالبان کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں؟ اس نے کہا کہ ہماری جو معلومات ہیں اس کے مطابق طالبان کا مستقبل روشن اور تابناک ہے اور وہ دوبارہ قوت پکڑیں گے۔ اس نوجوان کی گفتگو سے طالبان کی محبت لپک رہی تھی۔ پھر اس نے قبائل وغیرہ کے بارے میں سوالات کئے کہ آیا امریکہ وہاں عملاً داخل ہو چکا ہے یا نہیں؟ پاکستان میں اسلامی قوتوں اور اس کے مستقبل کے بارے میں بھی سوال کیا، یہ عرب شیخ عبدالناصر حمیری بیروت سے تعلق رکھتے تھے۔ مغرب کی نماز ہم نے یہیں ادا کی۔ اس نشست میں مولانا فضل الرحمن کی بھی تقریر رکھی گئی تھی لیکن نہ جانے کیوں انہوں نے عین وقت پر اعراض کیا۔ شاید وہ زیادہ وقت لینا چاہتے تھے۔ جبکہ شیڈول کے مطابق ۱۰ سے ۱۵ منٹ تک کا وقت مقرر تھا۔ اس نشست میں آخری خطاب شیخ محمد علی تنیری کا تھا۔ اسکے خطاب میں نعرے بھی لگے خبیبر خبیبر یا یھود جیش محمد سوف